

اچھی گفتگو
خطبہ نمبر 3399
ایک موعظہ
بروز پنجشنبہ، 26 مارچ 1914 کو شائع ہوا
واعظ: سی۔ ایچ۔ اسپر جن
مقام: میٹروپولیٹن ٹئیر نیکل، نیونگٹن

"اس کے سب عجائب کاموں کا بیان کرو۔"
تواریخ 19:16

یہ جملہ اُن نصیحتوں کے ساتھ جڑا ہے جو خُداوند کو شکرگزاری کے ذرائع چڑھانے اور اس کے کاموں کو قوموں میں ظاہر کرنے کی تاکید کرتی ہیں۔ یوں فرمایا گیا، "اس کے حضور گاؤ، اس کی حمد کے گیت گاؤ، اس کے سب عجائب کاموں کا بیان کرو۔"

یہودیوں کا پرانا مثالی دین، اور امتوں کا گمراہ کُن بُت پرستی کا عقیدہ، بعض مقامات کو مُقدس اور بعض کو ناپاک ٹھہراتا تھا؛ بعض اعمال کو پاک، اور دیگر اعمال کو—خواہ وہ کتنے ہی بھلے طریق سے انجام دیے جائیں—عام اور پاکیزگی سے بے تعلق گردانتا تھا۔ مگر یسوع مسیح کا دین ایک ہی بار میں سب مُقدس مقامات کو مٹا دیتا ہے، اور ہر جگہ اُس وقت پاک ٹھہرتی ہے جب وہاں انسان پاک ہو۔ یسوع مسیح نے اپنی حضوری سے جہاں کو مُقدس کیا ہے، اور جہاں کہیں بھی انسان عبادت کا انتخاب کرے، وہی خُدا کا گھر ہو جاتا ہے۔

یسوع مسیح کا دین اُن تفریقوں کو بھی مٹا دیتا ہے جو لوگ اعمال کے بارے میں کرتے ہیں کہ وہ لازمی طور پر مذہبی ہیں یا غیر مذہبی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زبور گانا خُدا کی عبادت ہے—یہ ایک مُقدس بات ہے—مگر چڑیوں کو دانا ڈالنا اُن کے خیال میں محض ایک دنیوی کام ہے۔ کسی مخصوص عبادت گاہ میں آکر گھٹنے ٹیکنا اور دعا کرنا تو اُن کے نزدیک خُدا تعالیٰ کی عبادت ہے، مگر رحمت اور راستبازی کے اعمال بجا لانا گویا خُدا کی تعظیم کا اظہار نہیں۔

حالانکہ مسیحی دین کی اصل روح یہی ہے کہ یہ کوئی ایسی شے نہیں جو اوقات، دنوں یا مقامات تک محدود ہو؛ بلکہ یہ رُوح کی بات ہے۔ یہ نہ تو ظاہری پوشاک میں اور نہ محض الفاظ میں ہے، بلکہ انسان کی ساری ہستی میں سرایت کرتی ہے اور اُس کی ساری زندگی کو عبادت بنا دیتی ہے؛ تاکہ جو کچھ وہ کرے، اگر اس دین کی روح اور اثر کے ماتحت ہو، وہ سب "خُداوند کے لئے پاکیزگی" ہو۔ خُدا کی عبادت وہ نوکر بھی کرتا ہے جو اپنی ذمہ داریاں وفاداری سے پوری کرتا ہے؛ وہ قاضی بھی کرتا ہے جو راست عدالت کرتا ہے؛ وہ تاجر بھی کرتا ہے جو دیانتداری سے لین دین کرتا ہے؛ وہ اولاد بھی کرتی ہے جو اپنے والدین کی فرمانبرداری کرتی ہے؛ اور وہ والدین بھی کرتے ہیں جو اپنی اولاد کو خُداوند کے خوف میں تربیت دیتے ہیں۔

اس میں کوئی لکیر نہیں کھینچی جا سکتی کہ یہاں تک تو دین کا مُقدس مکان ہے اور اس سے باہر عام آدمیوں کا صحن ہے۔ یہی وہ بڑی غلطی ہے جو بعض مسیحیوں نے سیاست کے بارے میں کی—کہ گویا ایک شخص بیک وقت مسیحی اور سیاستدان نہیں ہو سکتا۔ اور یوں بہت سی ناانصافیاں سرزد ہوئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ایک شخص یہ جان لیتا ہے کہ "انسان کی کوئی شے ایسی نہیں جو خُدا کے لئے مُقدس نہ کی جا سکے" اور جب وہ کہتا ہے، "میں جو خُدا کا بندہ ہوں، انسان سے متعلق ہر شے کو خُداوند کے لئے مُقدس کر سکتا ہوں"—تو وہ انسانیت کے سب سے اعلیٰ درجے کو پہنچتا ہے اور مسیحیت کے سب سے بلند معیار کی تصویر بن جاتا ہے۔ ہم یسوع مسیح کی روح کو اُس وقت تک پوری طرح ظاہر نہیں کر سکتے جب تک یہ نہ سیکھ لیں کہ ہمیں ہر جگہ اور ہر میدان میں اُس کے دین کی روح کو لے کر چلنا ہے۔

میں یہ تمہید اس لیے بیان کرتا ہوں کہ جس طرح ہمیں سب سے پہلے خُدا کی حمد گانے کو کہا گیا ہے، اُسی طرح بعد میں اُس کے عجائب کاموں کے بیان کا حکم دیا گیا ہے۔ جماعت میں حمد کے لیے گانا ہے، اور گھر کی آگ کے گرد بیٹھ کر گفتگو ہے —اور دونوں کا مُقدس ہونا ضروری ہے۔ حمد گانا دل سے، خلوص کے ساتھ، یک دلی سے اور جوش سے ہونا چاہیے، اور گفتگو بھی اُسی طرح سچی، پُر جوش اور پاک ہونی چاہیے۔ تم یہ نہ کہو کہ "اب خُدا کی حمد ختم ہوئی" جب تم بھجن گانے کے بعد عام بات چیت شروع کرو؛ بلکہ اپنی روزمرہ گفتگو میں، کھیتوں میں، راستوں پر، بازاروں میں اور اپنے کمروں میں بھی، خُدا کی حمد اور اُس کے سب عجائب کاموں کا بیان جاری رکھو۔

کیا یہ عجیب نہیں کہ ایک عام سا لفظ "بیان کرنا" (یعنی گفتگو کرنا) اور خُدا کے "عجائب کام" ایک ساتھ جُڑ جائیں؟ ہم حیران ہوتے ہیں کہ ایسا چھوٹا سا لفظ اتنی بڑی اور شاندار حقیقت کے ساتھ آیا۔ "اُن کا وعظ کرو" کہنا مناسب لگتا، "انہیں ظاہر کرو" صحیح عقیدہ معلوم ہوتا، مگر فرمایا گیا، "بیان کرو"۔ اپنی عام اور روزمرہ کی گفتگو میں خُدا کے عجائب کاموں کو اپنا معمولی ذکر اور مانوس کلام بنا لو۔

ہم بات کیے بغیر رہ نہیں سکتے۔ واقعی ہم گویا بولنے کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ صبح کی پہلی روشنی سے لے کر دن کے شور و غوغا میں اور رات کی نیند آلود فضا تک ہماری زبانیں چلتی رہتی ہیں۔ یہ پاؤں سے زیادہ تیز دوڑتی ہیں، اور بوجھ کم اُٹھاتی ہیں، مگر اکثر اپنی بے جا بکواس سے بڑا نقصان کر ڈالتی ہیں۔ بعض زبانیں استرے سے بھی زیادہ تیز کاٹتی ہیں، تلوار سے بھی گہرا زخم کرتی ہیں، اور ایسی آگ بھڑکا دیتی ہیں جو دنیا کو شعلوں میں لپیٹ لے۔

اب یہی بات چیت—جس کی نسبت عورتوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ زیادہ کرتی ہیں، حالانکہ مرد بھی اپنی خواہش کے مطابق خوب کرتے ہیں—یہی عام گھروں، بازاروں اور کارخانوں میں سنی جانے والی بات چیت—یہی سب کچھ خُدا کے لئے مُقدس کر دینا ہے۔ بات چیت کی یہ نہریں جو گندگی کے نالوں میں بہہ کر آلودہ ہو جاتی ہیں، انہیں کھینچ کر، چھان کر، پاک کر دینا ہے تاکہ وہ تازہ، شفاف اور چمکتی ہوئی ہوں۔ تب انسان اور انسان کی، مقدس اور مقدس کی گفتگو حسد اور بہتان، بیوقوفی اور بے معنویت سے چھٹکارا پاکر عقاب کے پروں پر اُٹھ جائے گی، اور فرشتوں کی ہم نشینی کی مانند ہو جائے گی، یوں زبور نویس کی "پیشگوئی پوری ہوگی کہ" وہ تیری بادشاہی کے جلال کا ذکر کریں گے اور تیری قدرت کا بیان کریں گے۔

—اب پہلا نکتہ یہ ہے

I

ہماری عام گفتگو کا موضوع—اُس کے عجائب کام—قابلِ توجہ ہے۔ :

اے بھائیو، ہمیں چاہئے کہ ہم خُدا کے عجائب کاموں کا زیادہ ذکر کریں، جیسا کہ وہ ہمیں مُقدس نوشتوں میں ملتے ہیں۔ کیا تم انہیں پڑھتے ہو؟ افسوس! کتنے ہی گھروں میں بائبل وہ کتاب ہے جو سب سے کم پڑھی جاتی ہے! میرا خیال ہے کہ اگرچہ انگلستان میں ہر کتاب سے زیادہ بائبل کی جلدیں موجود ہیں، مگر بائبل پڑھنے کی مقدار ادب کی تمام چیزوں سے کم ہے۔ مُقدس کتاب کو اکثر لوگ بمشکل جانتے ہیں، سوائے اُن ابواب کے جو عام عبادات میں پڑھے جاتے ہیں، یا واعظ کے حوالہ جات سے۔ افسوس! افسوس ہم پر کہ ہماری بات چیت میں خُداوند کے زور اور کاموں کا ذکر بہت ہی کم ہے۔

لیکن پرانے مُقدسین عادتاً ایک دوسرے سے نوشتوں کے تاریخی حصوں پر گفتگو کرتے تھے۔ وہ اکثر اور بڑے شوق سے بیان کرتے، اور کبھی زیادہ خوش نہ ہوتے جتنا کہ وہ بحیرہ قزم کی کہانی پر رُکتے، جب خُداوند نے رب کو مارا اور اژدہا کا سر کچلا۔ کس طرح وہ جمع ہو کر "خُداوند کی جنگوں کی کتابوں" کا ذکر کرتے، کہ اُس نے نالہ ارنون کے پاس کیا کیا، کس طرح اُس نے اپنے بندوں کو یردن کے پار لے جا کر ملک موعود میں داخل کیا، کنعانیوں کو نکالا اور اُن کے بادشاہوں کو قتل کیا۔

وہ ان واقعات کو محض تاریخی واقعات کے طور پر بیان نہ کرتے تھے، بلکہ اُن میں خُداوند کو دیکھتے تھے، اور اس طرح پڑھتے اور بولتے تھے کہ اُن میں مطالعہ کے لائق مضامین نظر آتے۔ نہ معلوم کیوں، مگر ہم اپنی قوم کی تاریخ کو اُس طرح نہیں سمجھتے جیسے کہ چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو عجائب کام خُدا نے اس سرزمین میں کئے ہیں، وہ ایسے ہیں کہ ہمیں اُن کا ذکر اپنے گھر کی چوکھٹ کے پاس بیٹھ کر کرنا چاہئے۔

ہمیں چاہئے کہ تاریخ کے واقعات اور ہر دن کے حالات کو اِسی نظر سے دیکھیں۔ اور جب ہم تاریخ کے وسیع اور وقت کے خزانے سے مالا مال اور ارق پر نظر ڈالیں، تو خُدا کا ہاتھ اُن کے حوادث کو تقدیر کی صورت دیتے اور اُن سب عظیم الشان انقلابات پر اُس کے قدموں کے نشان دیکھیں۔ تب ہمارے پاس بات چیت کے لئے مضامین کی کمی نہ ہوگی؛ بلکہ ہماری یادداشتیں بھری جائیں گی، ہماری دلچسپی بڑھے گی، ہمارے خیالات بلند ہوں گے، اور ہماری معاشرتی نشستیں حکمت کے لا انتہا خزانے سے معزز ہوں گی، جب ہم خُداوند کے سب عجائب کاموں کا بیان کریں گے۔

مگر اے بھائیو، ہماری اپنی ذاتی تاریخ ہمیں اتنی کثرت سے اُس کی نرمی اور شفقت کے واقعات مہیا کرتی ہے کہ وہ شکرگزاری اور حمد کے لئے باعثِ تحریک ہوں۔ ہم کس قدر بیان کر سکتے ہیں کہ خُداوند نے ہمارے لئے شخصی طور پر کیا کچھ کیا ہے! یہ ایسا مضمون ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ ایک دوسرے سے بات کرو—خاص کر اُن سے جو تمہیں سمجھ سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی وہی کچھ محسوس کر چکے ہیں—جب تم اپنی گناہ آلود حالت میں تھے تو خُدا کی صبر و تحمل کی، اُس محبت کے عجائب کی جو تمہارے پیچھے پڑی رہی اور کئی بار تمہیں تنبیہ کی، جب تم اپنے آپ سے اور خُدا سے بیگانہ تھے۔

بیان کرو اُس قادر مطلق کی قدرت کو، جس نے جب مقررہ ساعت آ پہنچی، تم پر ہاتھ ڈالا اور تمہیں جھکا دیا۔ بیان کرو کہ خُداوند نے تمہارے لئے کیا کیا جب تم اپنی ہی نفرت کے گہرے قیدخانے میں تھے؛ کس طرح وہ تم سے ملا جب تم موت کے دہانے پر پہنچائے گئے؛ کس طرح یسوع تمہارے لئے ظاہر ہوا، اور تمہیں اپنی راستبازی سے ملّیس کیا، تمہاری رُوح پھر سے زندہ ہوئی اور تمہارا دل خوشی سے بھر گیا۔ کیا غلام کبھی اپنی بیڑیوں کی وہ موسیقی بھول سکتا ہے جب وہ اُس کے ہاتھوں سے گر پڑیں؟ اور کیا تم کبھی اُس دن کا ذکر کرنا چھوڑ سکتے ہو—جو سب دنوں میں سب سے مبارک تھا—جب تمہارے سب گناہوں کی زنجیریں تمہارے فادی کی محبت کے لمس سے ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئیں؟

اے نہیں! اپنی توبہ اور نجات سے متعلق خُدا کے عجائب کاموں کا ذکر کرتے رہو۔ اور اُس وقت سے لے کر اب تک، چاہے تمہاری زندگی ظاہری طور پر پُرسکون رہی ہو، مجھے یقین ہے کہ اُس میں بہت کچھ ایسا رہا ہے جس نے خُداوند کی عنایت، اُس کی رہنمائی، اُس کی رہائی، اُس کے سنبھالنے اور قائم رکھنے کو بڑے لطیف انداز میں ظاہر کیا ہے۔ شاید تم مفلسی میں رہے ہو، اور جب اُٹنے کا مٹکا خالی ہو گیا، تب تمہیں رزق ملا—اس کے عجائب کاموں کا ذکر کرو۔ تم بڑی آزمائش میں رہے ہو، اور جب تم اُس کے بوجھ تلے ڈگمگا رہے تھے، یا جب تم پر بہتان باندھا گیا اور کوئی لفظ تمہاری بدنامی کے لئے کافی نہ سمجھا گیا، تب اُس کی شیریں محبت تم پر ظاہر ہوئی اور تمہیں مسیح کے نام کی خاطر اِس میں بھی خوش ہونا سکھایا—اس کا ذکر کرو۔

شاید اے مسیحی، تم آگ اور پانی سے گزرے ہو؛ تمہاری زندگی بڑی اُتار چڑھاؤ والی رہی ہے؛ تم نے شیروں سے لڑائی کی، یا موت کے سایہ کی وادی میں کھڑے رہے—مگر ہر حالت میں خُدا کی مدد نہایت عجیب رہی۔ تمہاری راہ پر معجزے پہ معجزے لگے رہے۔ شاید تم اُس ویلز کی عورت کی مانند ہو جس نے کہا کہ جہاں جہاں خُدا نے اُس کی مدد کی وہاں اُس نے "ابنیزیر" کے ستون کھڑے کئے، اور وہ اتنے گھنے ہو گئے کہ مسیح میں سفر کے آغاز سے لے کر موجودہ مقام تک ایک دیوار بن گئی۔

کیا تمہارے ساتھ بھی ایسا ہے؟ تو پھر بیان کرو، بیان کرو اُس کے سب عجائب کام۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس گفتگو کو نہایت دلچسپ، نہایت پُرائر اور نہایت تعلیم بخش پاؤ گے، کیونکہ جو باتیں ہم نے خود دیکھی اور محسوس کی ہیں، وہ عام طور پر کتابوں کی روایات یا غیر مصدقہ کہانیوں سے زیادہ نرالی اور پُرکشش ہوتی ہیں۔ انہیں سناؤ کہ خُدا نے کس طرح تمہیں راہ دکھائی، تمہیں رزق دیا، تمہیں آج کے دن تک پہنچایا اور تمہیں جانے نہ دیا۔

یہ ہے تمہارے لئے ایک مضمون—اور تم کبھی اُس کی وسعت کو پوری طرح نہ جان سکو گے۔

II

اس مضمون کی برتری منفی بھی ہے اور مثبت بھی۔ :

اگر ہم خُدا کے عجائب کاموں کا زیادہ ذکر کریں، تو ایک منفی فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنے ہی کاموں کا ذکر کم کریں گے۔ انسان اپنے آپ کو کبھی اس سے زیادہ پست نہیں کرتا جتنا کہ جب وہ اپنے آپ کو بلند کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کی طبیعت ہی یہ ہے کہ اپنے ہی کاموں کے بارے میں فخر سے بڑے بڑے معنی الفاظ استعمال کریں، اور وہ کبھی اس سے "زیادہ خوش نہیں ہوتے جتنا کہ جب وہ اکثر کر کہتے ہیں،" "میں نے یہ کیا، میں نے وہ کیا، میں نے یہ اور وہ کر دکھایا۔"

تم اُس کے سب عجائب کاموں کا بیان کرو۔" رہا تمہارے اپنے کمزور اعمال کا حال، تو اگر تم اُن کا درست اندازہ لگاؤ تو تمہیں "فخر سے زیادہ افسوس کرنے کا مقام ملے گا۔ جو جلال اُس کے نام کو لائق ہے، وہ خُداوند کو دو، اور یوں تمہاری دانائی خطرے میں نہ پڑے گی۔"

اگر ہم خُدا کے عجائب کاموں کا زیادہ ذکر کریں، تو ہم دوسروں کے کاموں کے ذکر سے بھی آزاد ہو جائیں گے۔ جن کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے اُن پر تنقید کرنا، اور جن کی ہم نقل نہیں کر سکتے اُن پر عیب چینی کرنا آسان ہے۔ جو شخص ایک بُت کا نقشہ نہیں تراش سکتا، یا چھینی کا ایک صحیح وار نہیں کر سکتا، وہ بڑے مجسمہ ساز کے فن میں نقص نکالنے بیٹھتا ہے۔ یہ دوسروں کے کپڑوں میں سوراخ تلاش کرنے کا ایک غریب اور حقیر مشغلہ ہے، مگر بعض لوگ جب کوئی نقص دیکھ لیتے ہیں تو ایسا خوش ہوتے ہیں جیسے منہ میں کوئی لذیذ لقمہ رکھ لیا ہو۔ یہ کیوں؟ تم خُدا کے بندوں میں اس طرح عیب کیوں نکالتے ہو؟ وہ تمہارے نہیں بلکہ اُس کے بندے ہیں، اور وہ خود اُن سے حساب لے گا۔ اُس نے تم سے یہ فضول مداخلت طلب نہیں کی۔ تم اُس کے عجائب کاموں کا بیان کرو، اور یوں تم اُس کے بندوں کے بارے میں نرمی اور محبت سے بات کرو گے۔

اگر ہم خُدا کے عجائب کاموں کا زیادہ ذکر کریں، تو یہ ہمیں عام فالتو اور بے فائدہ باتوں سے بچا لے گا۔ پرانے زمانہ میں جو لوگ خُداوند سے ڈرتے تھے، وہ اکثر ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے، اور خُداوند سنتا اور سُن کر اُن کے لئے اپنی حضوری میں ایک یادگاری کتاب لکھواتا، اُن کے لئے جو اُس سے ڈرتے اور اُس کے نام پر غور کرتے تھے۔ ذرا سوچو کہ اگر ہماری

روزمرہ کی عام گفتگو کو کوئی چھپ کر سن لے، جیسا کہ ملاکی میں واقعہ مذکور ہے، اور پھر وہ سب کچھ کتاب میں لکھ کر شائع کر دے، تو کیا تم بالکل اطمینان محسوس کرو گے؟

اگر ہم اپنے سب لوگوں کی دن بھر کی گفتگو کو کتاب میں لکھ کر سنائیں، تو میرا اندیشہ ہے کہ ہمیں معلوم ہوگا کہ ہماری باتیں اکثر نہ تو سامع کو فیض پہنچاتی ہیں، اور نہ ہی ہمیشہ فضل کے نمک سے مزین ہوتی ہیں۔ دراصل، بعض مسیحی حضرات کبھی اچھی طرح انجیل کی بات نہیں کرتے، جب تک کہ اُن کے سامنے کوئی ایسا نہ بیٹھا ہو جس کی نظر میں اُن کی عزت بڑھے، یا جب تک وہ ایسی محفل میں نہ پہنچ جائیں جہاں اُنہیں امید ہو کہ یہ باتیں پسند کی جائیں گی۔ پھر وہ خود کو موقع کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ مگر اچھی اور دیندار گفتگو کی عادت اعتراف کرنے والوں میں عام نہیں—کاش یہ ہوتی! کاش کہ ہماری گفتگو نہ صرف بعض اوقات بلکہ ہمیشہ ایسی ہوتی جیسی خُدا چاہتا ہے، تاکہ ہماری عام بات چیت بھی ایسی ہو جیسے نمک، جو سننے والوں کے لئے فضل کا وسیلہ ہو۔

جس طرح اس مضمون میں منفی فضیلت ہے، اسی طرح اس میں مثبت فضیلت بھی ہے۔ فرض کرو کہ ہم خُدا کے عجائب کاموں کا زیادہ ذکر کرنے لگیں—تو جب یہ عادت بن جائے گی، تو یہ لازمی طور پر ہمیں خُدا کی عنایت کے مشاہدہ اور تمیز میں زیادہ سخت اور محتاط بنا دے گی۔ یادداشت، جو عقل کا خزانہ ہے، اپنے سامان کو ترتیب دے گی اور اپنے ریکارڈ کو محفوظ کرے گی، تاکہ جو باتیں ہم سنتے اور پڑھتے ہیں وہ نہ صرف اچھی طرح محفوظ رہیں بلکہ آسانی سے یاد بھی آئیں۔ جیسا کہ کاوپر کہتا ہے:

”مگر گفتگو، چاہے جو مضمون ہو“
اور خاص طور پر جب دین راہنمائی کرے
،ایسی بہنی چاہئے جیسے گرمی کی بارش کے بعد پانی بہتا ہے
”نہ کہ محض کسی مشینی قوت کے دباؤ سے۔“

ہائے افسوس! خُدا کی رحمتیں دریا کی طرح ہمارے پاس سے گزر جاتی ہیں! ہم اُن کی بے شمار موجوں کو گننا بھول جاتے ہیں۔
—ہم ہر روز تازہ رحمتیں پاتے ہیں اور اُنہیں بہت ہی معمولی سمجھ کر اکثر

،ناشکری میں بھلا دیتے ہیں“
”اور بغیر ذکر کے مر جاتی ہیں۔“

خُدا کو ہر بات میں دیکھنے کا یہ جذبہ ہمارے پیورٹن بزرگوں میں عام تھا۔ وہ ہر بارش کے قطرے اور ہر سورج کی کرن میں خُدا کو دیکھتے تھے۔ وہ معمولی موسم کی تبدیلیوں کو بھی خُدا کے ہاتھ سے آتا ہوا بیان کرتے، اور جن واقعات کو ہم معمولی سمجھتے ہیں اُنہیں اُس کی ابدی مشورت کے ساتھ جوڑتے، جو اپنی مرضی کے مشورہ کے مطابق سب کچھ ترتیب دیتا ہے۔ کاش! کہ ہم بھی زندگی کی پیچیدہ راہوں میں اسی طرح ”لامحدود حکمت اور لامحدود محبت“ کے نقش قدم پر چلنا سیکھیں

ایسی گفتگو، اے بھائیو، نہایت شرف بخش ہوگی۔ یہ ہمیں قدیم مُقدّسین اور تخت کے سامنے کھڑے رُوحوں کی مانند بنا دے گی۔ وہاں اُن کی گفتگو کیا ہے؟ وہ خُدا کے عجائب کاموں کا بیان کرتے ہیں—خُدا کے کام تخلیق میں، خُدا کے کام عنایت میں، خُدا کے کام فضل میں۔ وہ الہی حضوری کے جلال میں ایسے محو ہیں کہ اُن کی پاک گفتگو کسی کمتر موضوع کی طرف نہیں مڑتی۔

ہاں، اور جب ہم خُدا کی حضوری میں جیتے ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رُوح القدس ہم میں بسا ہوا ہے، اور ہم دنیا سے اُٹھا کر یسوع مسیح کی شراکت میں لائے گئے ہیں، تو یہ ہمارا مُقدّس شوق ہونا چاہئے کہ ہماری گفتگو ایسی باتوں کی ہو جو ہمارے مرتبہ کے شایان شان ہیں، جو ہماری اعلیٰ بُلاہٹ اور اعتراف کے لائق ہیں، جو ہماری برگزیدگی سے تعلق رکھتی ہیں، اور جو ہمیں ہمارے ابدی حصے کی طرف بڑھاتی ہیں۔ اگر ہم خُدا کے عجائب کاموں کا زیادہ ذکر کریں، تو ہم اتنے پست مزاج نہ رہیں۔

اور اے عزیزو، جب دل اور زبان کی یہ بلند رفاقت قائم ہوگی، تو ہماری شکرگزاری کس طرح بھڑک اُٹھے گی، اور ہماری ساری زندگی کو کس قوت کا دھکا ملے گا! مجھے نہیں معلوم تم کیسا محسوس کرتے ہو، مگر میرے لئے رُوحانی زندگی کو اُس کی پوری تازگی میں قائم رکھنا آسان نہیں۔ ہفتہ بہ ہفتہ، مہینہ بہ مہینہ، اور سال بہ سال اس مسافرت کو جاری رکھنا محنت کا کام ہے؛ اس کے لئے کم نہیں بلکہ بڑی قوت، ارادہ اور حکمت درکار ہے۔ اگر یہ ایک ہی بڑی جست ہوتی تو ہم جلد کر لیتے، اگر یہ دوڑ کا ایک ہی زور ہوتا تو ہم جلد انعام جیت لیتے، مگر یوں مسلسل آگے بڑھتے رہنا، اور جوش کو برقرار رکھنا، اور بیدار رہنا، اور پُر عزم رہنا—یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم خُدا کی رحمتوں کے محتاج ہیں، تاکہ وہ ہمارے لئے فضل کا وسیلہ بنیں، ہماری شکرگزاری کو تازہ کریں، اور قربانگاہ پر نیا ایندھن ڈالیں۔

آے بھائیو، ہم نے ابھی جینا شروع ہی نہیں کیا۔ ہم تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی زندگی کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔ جب میں نے ابھی ہماری گفتگو کی مثال دی کہ وہ کمزور، پست اور بانجھ ہے، تو یہ گویا میں نے پورے کھیت میں سے ایک ہی خشک پتہ توڑا، کیونکہ میرا اندیشہ ہے کہ ہماری ساری زندگی کا حال کچھ ایسا ہی ہے۔ خداوند ہمیں زندہ کرے! وہ کون سا وسیلہ زیادہ استعمال کرے گا، سوا اس کے کہ اگر وہ ہمیں سزا کی چھڑی سے مارے، کہ ہم اُس کی بڑی محبت کو یاد کر کے زیادہ پورے طور پر اپنے آپ کو اُس کے لئے وقف کرنے پر مجبور ہوں؟

—مگر وقت تیزی سے گزر رہا ہے، سو آئیے آگے بڑھیں

III

خُدا کے عجائب کاموں کا عام اور روزمرہ گفتگو میں بیان کرنے کی ناکید:

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ کام بہت سی بُرائیوں کو روک دے گا اور ہم کو نہایت بھلائی پہنچائے گا۔ کیا میں یہ پُر خطر نہ کہہ سکوں کہ یہ دُوسروں کے لیے بھی کثیر بھلائی کا ذریعہ ہوگا؟ اگر ہم خُدا کے عجائبات کا اکثر ذکر کریں تو شاید گناہگار پر اثر ڈالیں، شاید نادان کو منور کریں، شاید شکستہ دل کو تسلی دیں۔ آپ کہتے ہیں، ”مگر ہم یہ کریں کیسے؟“ میں جواب دیتا ہوں، ”یہ پہلے کیوں نہ کیا؟“ اگر ہم نے اپنی مسیحی زندگی کے آغاز ہی سے یسوع مسیح کو گھر میں اور جہاں کہیں ہم جاتے، اپنا ہم سفر بنایا ہوتا، اور ہمیشہ اُس کو ساتھ رکھتے، تو کبھی یہ سلسلہ منقطع نہ ہوتا بلکہ ہماری زندگی کا نصب العین بن جاتا۔

میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے مسیحی اس امر میں برسوں تاخیر کرتے ہیں۔ وہ اس معاملے میں دوسرے سب موضوعات سے زیادہ چُپ اور گوشہ نشین رہتے ہیں۔ شاید ایمان لانے کے بعد مدتوں گزر جاتی ہے تب جا کر وہ دوسرے عظیم حکم یعنی بپتسمہ کی تعمیل کرتے ہیں، اور یہی جھجک مسیح کے ذکر میں ہر مجلس میں آڑے آتی ہے۔ وہ اُس سے محبت رکھتے ہیں—کم از کم ہم بھلائی کی رائے رکھتے ہوئے ایسا گمان کرتے ہیں—ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں، لیکن چونکہ ابتدا میں کبھی کھلے عام اُس کا اقرار نہ کیا، اب برف توڑ نہیں سکتے۔ اگر اُس وقت ہی انہوں نے ہمت باندھ کر کہا ہوتا، ”میں نے اپنی زبان مسیح کو دے دی ہے اور اُسے ہی اُس کے لیے استعمال کروں گا۔ میں اُس کا خادم ہوں، اور جہاں جاؤں اُس کی خدمت کروں گا“ تو آج تک اُس اقرار اور عمل کو قائم رکھتے۔

—آے بھائیو! کیا یہ محض جھجک ہے جو آپ کو روکے ہوئے ہے؟ دھیان رکھو کہ یہ جھجک ہو، بزدلی نہ ہو۔ اپنے دل میں کہو

”کیا میں صلیب کا سپاہی ہوں“

بِرّہ کا پیرو ہوں؟

”اور کیا میں اُس کے کام کا اقرار کرنے سے ڈروں

“یا اُس کا نام لینے میں شرمائوں؟“

شہیدوں کی اُس جلیل فوج کی موجودگی میں، جو مرنے سے نہ ڈرے، کیا تم بولنے سے ڈرتے ہو؟ کیا وہ مسیح کے لیے دہکتے انگاروں پر کھڑے ہوئے، اور تم اگر تمسخر یا طعنہ سہنا پڑے تو بھی برداشت نہ کرسکو؟ کیا تم اُس دائرے میں جہاں خُدا کی عنایت نے تمہیں رکھا ہے، مسیح کے لیے اتنا کچھ کر سکتے ہو مگر خاموش رہو گے؟ افسوس! کہ تم شرمندہ ہونے پر شرمندہ نہ ہوئے۔ آقا سے دعا کرو کہ جو خوف تم میں ہے، تمہیں آدمی کے خوف سے ربائی دے جو پھندا ہے۔ ”اُس کے سب عجائبات کا ذکر کرو۔“

کچھ اعتراض کریں گے، ”میرے پاس نہ ہنر ہے نہ قابلیت۔“ نہیں، آے بھائی، آے بہن، بات کرنے کے لیے کسی قابلیت کی حاجت نہیں، ورنہ دُنیا میں اتنی باتونی خلقت نہ ہوتی۔ عام بول چال میں، سادہ بات چیت میں، جس سے دُنیا کی خاموشی ٹوٹتی ہے، سب شریک ہوتے ہیں۔ نہ کوئی فصیح زبان درکار، نہ خطابت کے جوہر، نہ بیان کے قوانین اور نہ گرامر کے قاعدے—بس وہ سادہ گفتگو جس کا میرے متن میں حکم ہے، ”اُس کے سب عجائبات کا ذکر کرو۔“ جب تم کہتے ہو ”میں نہیں کر سکتا“ تو میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں، تم نہیں کر سکتے کیونکہ تم کرنا نہیں چاہتے۔ اگر چاہو تو اُس کے نام کی اچھی گواہی دے سکتے ہو۔

کیا تم بچوں کے نگران ہو؟ اُن ننھے مُٹوں سے اُس کا نام بیان کرو جن کی تربیت تمہارے سپرد ہے۔ یا تم سڑک صاف کرنے والے ہو؟ دوست! تم بعض ایسے لوگوں تک پہنچ سکتے ہو جہاں میں نہیں پہنچ سکتا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ بھی تمہارا ایک دوست ہوگا جو مجھ سے ڈر جائے گا اگر میں اُس سے بات کروں۔ تم کہتے ہو، ”میں تو بہت غریب ہوں، میں ایسے بدزبان کافروں کے بیچ کام کرتا ہوں۔“ ہاں، دوست، مگر تم بات کر سکتے ہو، میں جانتا ہوں تم کر سکتے ہو۔ اُن بدزبانوں سے بھی بات کے اوقات ملتے ہیں۔ نشے میں مدبوش سے بات کرنا بیکار ہے، گویا موتیوں کو سؤروں کے آگے ڈالنا، مگر وہ ہمیشہ نشے میں نہیں رہتا، ہوش میں جب آئے تو یہی وقت ہے محنت کرنے کا۔

مسیح کا ذکر اس طرح نہ کرو کہ کاروبار رُک جائے یا دین کو روزگار کے بیچ میں حائل کرو، یہ دانشمندی نہیں۔ مگر فراغت کے اوقات، کھانے کے وقفے، اور جب وہ خود تم سے بات کریں، تب تمہارا وقت ہے اُن سے بات کرنے کا۔ جیسے بے دین اپنی بے دینی تم پر تھوپتے ہیں، تم بھی اپنی دین داری اُن پر تھوپو۔ تدبیر کرو، موقع پاؤ اور اُسے بہترین طور پر استعمال کرو۔ ”صبح“ کو اپنا بیج بو اور شام کو ہاتھ نہ روک، کیونکہ تم نہیں جانتے کون سا پہلے گا، یہ یا وہ۔

آج کی اس گفتگو میں میرا ایک ہی مقصد ہے، اور اگر پورا ہو گیا تو میں نہایت شکر گزار ہوں گا۔ کہ مسیحی لوگ خُدا کی محبت کا ذکر دسترخوان پر، ناشتے کی میز پر، چائے کی مجلس میں، دوپہر کے کھانے پر زیادہ کریں، تاکہ گھریلو رفاقت اور سماجی میل جول مقدس ہو جائے، اور یہ اُن کی خوشگواری کو کم نہ کرے بلکہ اُس میں اعلیٰ سرور شامل کرے۔ ہم جو آقا ہیں خُدا کی بات کریں تاکہ ہمارے نوکر سنیں، اور نوکر مسیح کا ذکر کریں تاکہ اُن کے ساتھی سنیں۔

مسیحی دین کا سب سے بڑا ہتھیار خُدا کے کلام کی علانیہ منادی رہا ہے، اور میں اُس کو کم نہیں کرتا، مگر قوموں کی انجیل کاری کبھی مکمل نہ ہوگی جب تک اُس منادی کے ساتھ ساتھ سچائی کی برابر تکرار نہ ہو، یہاں تک کہ وہ بے شمار چھوٹی نالیوں کے ذریعے ہر طبقے میں بہہ جائے۔ وکلف ایک ہی شخص تھا، مگر اُس نے دوسروں کو پڑھنا سکھایا۔ متی کی انجیل اور رومیوں کا خط ایک ایک صفحہ دے کر لوگوں کے ہاتھ میں دیا، وہ گلیوں میں جا کر پڑھتے۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ سڑک پر دو آدمی ملیں تو ایک لازماً لولارڈ ہوگا۔

لوتھر کے دور میں صرف لوتھر کی منادی نہ تھی، بلکہ چرخے کے پاس گائے جانے والے بھجن اور زیور تھے، اکیلے کتاب فروش کی مشغولیت تھی، ہر ایک سے گفتگو تھی، لوہار کی بھٹی پر، کھیت کے صحن میں، بازار کے چبوترے پر۔ لوگوں میں تجسس پیدا ہوتا، سوالات جنم لیتے، عام بات چیت ایمان کے جرثومے سے لبریز ہو جاتی، اور یہ روحانی بیماری—یعنی خُدا کی طرف توبہ—ایک سے دوسرے میں پھیل جاتی۔ لوگ پوچھتے، ”کیا تم نے سنا؟ کیا تم نے سنا کہ لوتھر نے اعلان کیا ہے کہ انسان ایمان سے راستباز ٹھہرتا ہے، اعمال سے نہیں؟“ یہی بات تھی جس نے روم کو بلا دیا، اور یہی اُسے پھر بلائے گی۔

مسیح کی خاطر کلیسیا کی تمام زندگی کو بیدار کرنا، اور ہر فرد کی ذاتی محنت اور سب کی اجتماعی سرگرمی کے ذریعے خُدا کے جلال اور انسان کی بھلائی کو پیش نظر رکھنا ایک ایسا کام ہے جو مکمل ہونا چاہیے۔ پس ”اُس کے سب عجائبات کا ذکر کرو۔“

ہائے! اگر یہاں کوئی ہو جس نے کبھی خُدا کے بارے میں نہ سوچا، چہ جائیکہ اُس کے عجائبات کا ذکر کیا ہو! تعجب ہے اُس کے حلم کا کہ اُس نے تمہیں اب تک زندہ رکھا! عجب ہے اُس کے تحمل کا کہ تم نے برسوں اُس کو نظرانداز کیا، پھر بھی اُس نے تمہیں کاٹ نہ ڈالا! بیل اپنے مالک کو جانتا ہے اور گدھا اپنے آقا کا ناندان، مگر تم نے خُدا کو نہ جانا۔ تم ایسے کتے کو نہ رکھو جو تمہارے پیچھے نہ چلے، تم ایسے بیل کو جلد بیچ دو جو تمہارے کسی کام کا نہ ہو۔ پھر خُدا نے تمہیں کیوں رکھا؟ یہ ایک عجب ہے۔ اور ایک اور عجب یہ ہے کہ وہ ہم سے فرماتا ہے کہ تمہیں بلائیں، کھینچیں، نرمی سے امید دلائیں، اور نجات کا وعدہ سنائیں: ”جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا۔“ اس انجیل کا خیال رکھو۔ کاش رُوح القدس تمہیں جھکائے کہ مسیح پر بھروسہ کرو، اُس کی فرمانبرداری کرو، اپنے ایمان کا اقرار کرو، اور نجات پاؤ۔

خُداوند یہ عنایت کرے، یسوع کے وسیلہ۔ آمین۔

تشریح از سی۔ ایچ۔ اسپرژن

زبور 142، 143

مَسْکِیل داؤد کا—یعنی داؤد کا تعلیمی زبور، کیونکہ ہم ایک دوسرے سے زبوروں، حمد کے گیتوں اور رُوحانی نغموں میں” گفتگو کرتے ہیں، جو نہ صرف حمد کا اظہار ہیں بلکہ تعلیم کا وسیلہ بھی ہیں۔

ایک دُعا جب وہ غار میں تھا—پس یہ ہر اُس شخص کے لئے موزوں ہے جو مصیبت میں ہے—وہ دُعا جو اُس نے اُس وقت کی جب وہ ساؤل سے چھپتا پھر رہا تھا اور پہاڑوں پر تیتیر کی مانند شکار کیا جاتا تھا—”ایک دُعا جب وہ غار میں تھا۔“

زبور 142

آیت 1

”میں نے اپنی آواز سے خُداوند کو پکارا؛ اپنی آواز سے خُداوند کے حضور میں نے التجا کی۔“

یقیناً دُعا کا مغز دل میں ہوتا ہے، لیکن اکثر دل کو زبان سے ادا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر دوسرے سن سکتے ہوں تو خاموشی میں دُعا کرنا بہتر ہے، کیونکہ ہم آدمیوں کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ خُدا کے حضور دُعا کرتے ہیں۔ لیکن اگر موقع ہو

کہ بلند آواز سے دُعا کرو، تو تم پاؤ گے کہ یہ دلی عبادت میں بڑی مددگار ہے۔ ”میں نے اپنی آواز سے خُداوند کو پُکارا؛ اپنی آواز سے خُداوند کے حضور میں نے التجا کی۔“

آیت 2

”میں نے اپنے شکوہ کو اُس کے آگے اُنٹیل دیا۔“
گویا ایک برتن تھا جسے میں نے الٹ کر سب کچھ اُنٹیل دیا۔ یہی سچی دُعا ہے۔ وہ جو دل میں ہے اُسے بہا دینا؛ نہ کہ محض الفاظ جو شاید ہونٹوں سے آگے نہ بڑھیں، بلکہ جو اندر ہے خواہ حمد ہو یا شکوہ، اُسے بہا دینا۔ ”میں نے اپنے شکوہ کو اُس کے آگے اُنٹیل دیا“۔ اُس کی حضوری کو پہچانا، اور پھر اپنا دکھ اُس سے کہا۔

آیت 2 (دوسرا فقرہ)

”میں نے اپنا دکھ اُس کے آگے بیان کیا۔“
ضروری ہے کہ ہم ایمان رکھیں کہ خُدا موجود ہے اور وہ دعاؤں کو سننے والا ہے۔ یہ شعور ہونا چاہیے کہ ہم نہ صرف موزوں الفاظ اور پاکیزہ خیالات استعمال کر رہے ہیں بلکہ یہ سب کچھ اُس کے رُوبرو کر رہے ہیں۔ ”میں نے اپنا دکھ اُس کے آگے بیان کیا۔“

آیت 3

”جب میری رُوح میرے اندر مُضمحل ہوئی، تب تُو ہی میرا راستہ جانتا تھا۔“
میں نہیں جانتا تھا۔ میں اتنا حیران اور سرگرداں تھا جیسے کوئی شخص جس کی عقل حیرت سے مفلوج ہو۔ میری رُوح گویا اُلٹ گئی تھی۔ ڈوب جانے کی مانند۔

آیت 3 (دوسرا فقرہ)

”جس راہ پر میں چلتا تھا، اُنہوں نے پوشیدہ طور پر میرے لئے پھندا بچھایا۔“
میں نہ جان سکا کہ پھندا کہاں ہے، پر ”تُو ہی میرا راستہ جانتا تھا۔“ میں جانتا تھا کہ جال بڑی چالاکی سے بچھایا گیا ہے، مگر میں اُسے دیکھ نہ سکا۔ ”تُو ہی میرا راستہ جانتا تھا۔“ ہم شیطان کے داؤ سے ناواقف نہیں، لیکن کبھی کبھی ہم بالکل نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کون سا داؤ چلا رہا ہے۔ ”تب تُو ہی میرا راستہ جانتا تھا۔“

آیت 4

میں نے دائیں طرف نظر کی اور دیکھا، پر کوئی ایسا نہ تھا جو مجھے پہچانے؛ میرا پناہ گاہ جاتی رہی؛ کوئی نہ تھا جو میری ”جان کا فکر کرے۔“
یہ ہمیشہ برا وقت ہے جب دوستی گویا مر جاتی ہے۔ جب وہ جن پر ہم بھروسہ کرتے ہیں ہم سے منہ پھیر لیتے ہیں اور ذرا بھی ”ہمدردی نہیں کرتے۔ یہ بڑی افسوسناک حالت ہے۔“ ”کوئی نہ تھا جو میری جان کا فکر کرے۔“

آیت 5

”!میں نے تُجھ کو پُکارا، اے خُداوند“
اُہ! یہی کرنا چاہیے۔ جب کوئی انسان تمہیں نہ پہچانے، خُدا تمہیں پہچانے گا۔ جب کوئی تمہاری فکر نہ کرے، خُدا تمہاری فکر ”!کرے گا۔ دُعا ایک ایسا سہارا ہے جو کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ ”میں نے تُجھ کو پُکارا، اے خُداوند“

آیت 5 (دوسرا فقرہ)

”میں نے کہا، تُو میرا پناہ گاہ اور زندوں کی سرزمین میں میرا حصہ ہے۔“
دیکھو وہ اپنے خُدا سے کس طرح چمٹا ہے! ہم کبھی اتنی مضبوطی سے خُدا کو نہیں تھامتے جتنا اُس وقت جب سب کچھ ہم سے چھن جائے۔ جو لوگ ہمیں کچھ تسلی دیتے ہیں وہ تھوڑے یا زیادہ درجے میں ہمارا دل خُدا سے ہٹا دیتے ہیں، مگر جب تنہائی، بے چارگی، فراموشی، حقارت، ردّ اور جلاوطنی آ جاتی ہے۔ اُس وقت یہ کتنی مبارک بات ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ایمان کا ”سہارا لے کر کہہ سکیں، ”تُو میرا پناہ گاہ اور زندوں کی سرزمین میں میرا حصہ ہے۔“

آیت 6

”میری فریاد پر کان لگا، کیونکہ میں نہایت پست ہو گیا ہوں۔“
کتنی مبارک دلیل ہے! خُدا کی ترس کو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں جگاتا۔ ”میں نہایت پست ہو گیا ہوں۔“ خُدا تمہاری بلندی کو نہیں بلکہ تمہاری پستی کو دیکھتا ہے۔ اے جان، خُدا تمہاری خوبی کو نہیں بلکہ تمہاری حاجت کو دیکھتا ہے۔ تمہاری بھلائی کو نہیں بلکہ اُس کی بھلائی کی تمہاری طلب کو۔ تمہاری فراوانی کو نہیں بلکہ تمہاری خالی حالت کو۔ تمہاری قوت کو نہیں بلکہ تمہاری کمزوری کو۔ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ نہیں، بلکہ جو تمہارے پاس کچھ نہیں ہے وہ اُس کے دل کو ہلا دیتا ہے۔ ”میری فریاد پر کان لگا، کیونکہ میں نہایت پست ہو گیا ہوں۔“

آیت 6-7

مجھے ستانے والوں سے چھڑا، کیونکہ وہ مجھ سے زور آور ہیں۔ میری جان کو قید سے نکال، تاکہ میں تیرے نام کی حمد کروں۔

وہ ربائی مانگتا ہے تاکہ اُس میں خُدا کی حمد کرے۔ ہمیں بھی ہمیشہ رحم اسی غرض سے چاہنا چاہیے کہ ہم اُن سے زیادہ بہتر طور پر خُدا کی تمجید کر سکیں۔

آیت 7

”صادق لوگ میرے گرد جمع ہوں گے، کیونکہ تُو مجھ پر احسان کرے گا۔“

اے خُداوند! اگر تُو مجھ پر فضل کرے تو تیرے سب لوگ یہ سنیں گے۔ جب میں قید سے نکلوں گا، وہ ایک دوسرے سے کہیں گے، ”فلاں بھائی شادمان اور تسلی یافتہ ہو گیا ہے۔ اُس کا چہرہ بدل گیا ہے۔ وہ اب غمگین نہیں رہا۔“ اور وہ میرے گرد جمع ہوں گے۔ وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ یہ سب کیسے ہوا۔ اس طرح میں تیری تمجید بیان کروں گا۔ دوسروں کو حوصلہ دوں گا، اور تُو اپنے لئے ایک عظیم اور جلالی نام حاصل کرے گا، اگر تُو مجھ پر فضل کرے گا۔

زبور 143

"داؤد کا زبور"

آیت 1۔ اے خُداوند! میری دعا کو سن، میری مَنتوں پر کان لگا۔ اپنی سچائی میں مجھے جواب دے، اور اپنی صداقت میں۔ بعض شگئی دل رکھنے والے کہتے ہیں کہ دعا کا فائدہ صرف یہ ہے کہ اس سے ہمیں خود کو سکون ملتا ہے۔ مگر داؤد کا ایمان ایسا نہ تھا۔ یہاں وہ تین بار دعا کرتا ہے کہ سنی جائے اور جواب دیا جائے۔ اے افسوس! کیا وہ ہمیں ایسا بیوقوف سمجھتے ہیں کہ ہم کنجی کے سوراخ میں کسی سَننے والے کے بغیر بات کرتے جائیں؟ کیا وہ ہمیں اتنا بے وقوف جانتے ہیں کہ ہم دل کی بات زبان پر لائیں اگر خُدا نہ سنے اور نہ جواب دے؟ میں تو یہ گمان رکھتا ہوں کہ اگر واقعی کوئی خُدا سَننے والا اور جواب دینے والا نہ ہو تو دعا سب سے زیادہ بیہودہ مشغلہ ہے۔ دعا کا اصلی فائدہ اس میں نہیں کہ ہم اسے کریں، بلکہ اس پختہ یقین میں ہے کہ یہ حقیقی اور مؤثر ہے کہ خُدا سنتا ہے اور ہماری طرف سے مداخلت کرتا ہے۔

آیت 2۔ اور اپنے بندہ کے ساتھ عدالت میں نہ آ۔

میں تیرا بندہ ہوں۔ میں بے دینوں میں سے نہیں جن کو تو عدالت میں لا کر رد کرے گا، پر باوجود اس کے کہ میں تیرا بندہ ہوں، عدالت میں مجھ سے حساب نہ مانگ۔ میں جانتا ہوں کہ تُو مجھے باغی کی طرح مجرم ٹھہرا کر ہلاک نہ کرے گا، کیونکہ تُو نے میرا گناہ دور کر دیا ہے، لیکن بطور اپنے بندہ کے میں تیرے تادیبی عصا سے ڈرتا ہوں اگر تو عدالت میں میرے ساتھ "پیش آئے۔"

آیت 2۔ کیونکہ تیرے حضور کوئی زندہ راستباز نہ ٹھہرے گا۔

میں نے ایسے لوگوں کو سنا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ ٹھہر سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ گناہ کی جڑ اور شاخ ان میں سے کٹ گئی ہے اور وہ کامل طور پر خُدا کے خوف میں چلتے ہیں۔ مگر شاید زمانہ کچھ اور ہے، یا بلکہ وہ خود دھوکے میں ہیں، کیونکہ سب سے نیک لوگ بھی یہ دعا کرنے کے محتاج ہیں: "اپنے بندہ کے ساتھ عدالت میں نہ آ، کیونکہ تیرے حضور کوئی "زندہ راستباز نہ ٹھہرے گا۔"

آیت 3-4۔ کیونکہ دُشمن نے میری جان کا بیچھا کیا؛ اُس نے میری زندگی کو زمین پر پٹک دیا؛ اُس نے مجھے تاریکی میں بٹھایا جیسے مُردے جو مدت سے گور میں ہیں۔ اِس لئے میری رُوح مجھ میں مضحل ہو گئی، میرا دل مجھ میں اُجاڑ ہو گیا۔ اے خُدا کے فرزندو! ہمیشہ خوش رہنے کی توقع نہ رکھو، ورنہ مایوس ہو جاؤ گے۔ تمہیں اوروں سے زیادہ مصیبتیں ملیں گی۔ یقین رکھو کہ مصیبت بھی عہد کے وعدوں میں سے ہے۔ "دُنیا میں تمہیں مصیبت ہو گی" یہ خود تمہارے اقا کے کلمات ہیں، اور یہ بات تم اپنے تجربہ میں حرف بہ حرف سچ پاؤ گے۔ اور کبھی زندگی کے غم تمہارے دل تک چلے آئیں گے اور تمہیں ویران کر دیں گے۔ جب ایسا ہو تو اُس جلتی بھٹی پر تعجب نہ کرنا گویا یہ کوئی نیا راستہ ہے جس پر تم اکیلے ہو۔ نہیں، داؤد ادھر سے گزر چکا، اور بہت سے اور بھی۔

آیت 5-6۔ میں پُرانی باتوں کو یاد کرتا ہوں، میں تیرے سب کاموں پر غور کرتا ہوں، میں تیرے ہاتھوں کے کاموں پر خیال کرتا ہوں۔ میں اپنے ہاتھ تیری طرف پھیلاتا ہوں؛ میری جان تیری پیاسی ہے جیسے پیاسی زمین۔ سیلہ۔

جیسے بچہ اپنی ماں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے، ویسے ہی اُس نے اپنے ہاتھ اپنے خُدا کی طرف پھیلائے۔ جیسے پیاسی زمین پھٹتی اور خشک ہو کر غبار بن جاتی ہے اور بارش کی آرزو کرتی ہے، ویسے ہی اُس کا سارا وجود اپنے خُدا کا پیاسا تھا۔

آیت 7۔ اے خُداوند! جلدی مجھے سُن؛ میری رُوح ماند پڑ گئی ہے؛ اپنا چہرہ مجھ سے نہ چھپا، کہیں میں اُن کی مانند نہ ہو جاؤں جو گور میں اُتر جاتے ہیں۔

"کہیں میں بے ہوش نہ ہو جاؤں—کہیں مر نہ جاؤں—کہیں میری اُمید بالکل بجھ نہ جائے۔ آ، اے خُداوند، آ اور مجھے چھڑا۔"

آیت 8۔ صبح کو مجھے تیری شفقت سُننے دے، کیونکہ میں تجھ پر بھروسا رکھتا ہوں؛ مجھے وہ راہ بتا جس پر میں چلوں، کیونکہ میں اپنی جان کو تیری طرف اُٹھاتا ہوں۔

بہت بوجھل ہے، مگر میں اُسے اُٹھاتا ہوں۔ اپنی تمام قوت سے، گویا مُردہ بوجھ ہو، میں اُسے شک اور غم سے باہر اُٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

آیت 9-10۔ اے خُداوند! مجھے میرے دُشمنوں سے رہائی دے؛ میں تیرے پاس بھاگ آیا ہوں تاکہ تُو مجھے چھپائے۔ مجھے اپنی مرضی بجا لانا سیکھا، کیونکہ تُو میرا خُدا ہے؛ تیرا رُوح بھلا ہے، مجھے راستی کی زمین پر لے چل۔
یا "مجھے سیدھی راہ پر لے چل"—یہ ترجمہ سب سے معتبر عالموں نے کیا ہے۔

آیت 11۔ اے خُداوند! اپنے نام کی خاطر مجھے زندہ کر۔

اُس نے محسوس کیا کہ وہ مرنے کو ہے، اس لیے کہتا ہے، "مجھے زندہ کر—میرے اندر نئی زندگی ڈال۔" زندگی کے لیے ہم کس کے پاس جائیں سوا اُس زندہ خُدا کے؟ اور کون ہمیں زندگی دے سکتا ہے سوا اُس خُدا کے جس نے پہلی بار ہمیں اپنے نام سے زندہ کیا؟

آیت 11-12۔ اپنی صداقت کی خاطر میری جان کو مصیبت سے نکال۔ اور اپنی رحمت سے میرے دشمنوں کو کاٹ ڈال، اور میرے سب مُصیب پیدا کرنے والوں کو ہلاک کر دے، کیونکہ میں تیرا بندہ ہوں۔